عقل اُس میں تھی ہی نہیں!

علامہ اسد، بیسویں صدی میں معتزلہ کا جدید ایڈیشن

محمد عابد مسعود ڈوگر

۶ر جنوری ۲۰۰۹ء کا روز نامہ ''نوائے وقت'' میرے سامنے ہے۔ فرنٹ ان سائیڈ پر جناب رفیق ڈوگر صاحب کا ''دید شنید'' موجود ہے جس میں انھوں نے مذہبی بحث نہ کرنے کا دعویٰ برقرار رکھتے ہوئے اچھا خاصا خود تراشیدہ مذہبی تنازع کھڑا کر دیا ہے۔ انھوں نے امت کے اجماعی عقیدے اور طے شدہ محکم کو متشابہ اور متنازعہ بنا دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اُن کے نزدیک علامہ محمد اسد کی یہ رائے وزن رکھتی ہے کہ قرآن میں اس کا کوئی واضح ثبوت نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ و سلامت جسم اور روح سمیت جنت میں پہنچا دیا گیا تھا۔ ''میں تجھ کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں'' کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں تمہیں اپنی رحمت سے بلند مرتبہ دے رہا ہوں۔ جب کہ رفیق ڈوگر ہوں یا علامہ محمد اسد، اجماعِ امت کے سامنے پرکاہ کے برابر بھی اہمیت نہیں رکھتے۔ ویسے علامہ محمد اسد کا یہ خیال مرزا قادیانی کے افکار کی عمر سے زیادہ پرانا نہیں اور ایسے خیالات کی عمر بہت زیادہ نرمی برت لیں تو ڈیڑھ دو سو سال سے زیادہ نہیں اور مصر کے جن منتشر لوگوں نے اِن سے پہلے اس خیال کو اپنایا وہ امت کے اجتماعی دھارے میں اپنی جگہ نہیں بنا سکے۔ کیوں کہ یہ خیال اسلامی تعلیمات کے حوالے سے کل بھی اجنبی تھا اور آج بھی نامانوس۔ مرزا قادیانی کے بعد تو ایسے خیالات رکھنے والوں کی منڈی لگی نظر آتی ہے۔ ان سے پہلے امت میں کسی مسلمان کا عقیدہ نہیں رہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اٹھا کر اپنے پاس نہیں بلا لیا بلکہ انھیں صرف روحانی ترقی سے نواز کر اپنے قریب فرمالیا تھا۔ جیسا کہ حضرت ادریس علیہ السلام کا تذکرہ ہے قرآن پاک میں۔ جب کہ ایسی سوچ اختیار کرنے والے احباب اگر قرآنِ پاک کو سمجھ کر پڑھتے اور کسی عجمی ذہن والے ''نور دین'' یا مرزا کے خیالات سے متاثر مترجم سے فائدہ نہ اٹھاتے تو مسئلہ اتنا مشکل نہیں تھا۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے کہیں نہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دنیاوی زندگی کو پورا کر چکے ہیں۔ جیسا کہ جناب رفیق ڈوگر نے سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۵۵ کا ترجمہ فرمایا ہے۔ دنیاوی زندگی ختم کر دینے کا ذکر اس آیت میں کس جگہ ہے اور اس کے متبادل عربی الفاظ کون سے ہیں۔ یہ ترجمہ مذکورہ بالا غلط سوچ رکھنے والے گروہ کی اپنی کارستانی ہے ''وفات'' کے معنی کسی چیز کو پوری طرح اپنے قبضے میں لے لینے کے ہیں۔ نہ کہ صرف موت۔ قرآن کے نزول سے پہلے عربی زبان میں یہ لفظ صرف

اسی معنی میں استعمال ہوتا تھا۔ سب سے پہلے قرآن پاک نے اس لفظ کو موت کے معنی میں بھی استعمال فرمایا اور نیند کے معنی میں بھی استعمال فرمایا اور اپنے اصلی معنی میں بھی استعمال فرمایا۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ ویسے رفیق ڈوگر صاحب اور اُن کے معتبر مترجم اگر عربی گرامر کی باتوں سے واقف ہوتے تو ضرور اس بات پر غور کرتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ میں آیت نمبر ۱۵۷، ۱۵۸ سورۃ نمبر ۴ میں لفظ ''الیٰ'' کیوں ہے؟ اور حضرت ادریس علیہ السلام کے تذکرہ میں سورۃ مریم سولہویں پارے میں یہ لفظ کیوں نہیں ہے۔ ساری بات سمجھ آجاتی ہے اور اس سے بھی آسان طریقہ اس مسئلہ کو سمجھنے کا قرآنِ پاک کی سورۃ نمبر ۴۳ اور آیت نمبر ۶۱ تھی۔ یہ چھٹا رکوع ہے۔ ۴۳ ویں سورۃ کا تذکرہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہم صرف ۶۱ ویں آیت کا ترجمہ لکھتے ہیں ''اور وہ دراصل قیامت کی ایک نشانی ہے بس تم اُس میں شک نہ کرو اور میری بات مان لو یہی سیدھا راستہ ہے۔'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے قیامت کی نشانی فرمایا ہے اور نشانی منزل سے پہلے آتی ہے۔ یقیناً اُن کی آمدِ ثانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح اور متواتر احادیث کی روشنی میں قیامت سے پہلے ہوگی۔ حدیث میں الفاظ ''یجیٔ'' کے نہیں بلکہ ''ینزل'' کے ہیں۔ وہ آئیں گے نہیں بلکہ اتارے جائیں گے اور اتارے اس لیے جائیں گے کہ وہ اپنے روح اور جسم کے ساتھ اوپر اٹھا لیے گئے تھے، نہ کہ اُس طرح ''اٹھا لیے گئے'' جس کا تذکرہ رفیق ڈوگر صاحب نے فرمایا۔ امت کا طے شدہ عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے پاس اپنی روح اور جسم کے ساتھ موجود ہیں اور قیامت کے قریب قرآن کے بیان کے مطابق وہ قیامت کی ایک نشانی بن کر تشریف لائیں گے۔ اُن کے تشریف لانے کا تذکرہ احادیث میں غیر متنازعہ اور واضح طور پر موجود ہے۔

علامہ محمد اسد (Leopold Weiss) اپنے متنازعہ خیالات اور افکار کی وجہ سے اس درجے پر نہیں پہنچ سکتے کہ اُن کے خیالات کو دینِ اسلام کی تشریح کے حوالے سے بطور حوالہ پیش کیا جائے اور اُن کا وہ متنازعہ ترجمہ قرآن تو شروع دن سے دینی حلقوں اور تمام مکاتبِ فکر کے نزدیک انتہائی غلط اور پراگندہ خیالات کا مجموعہ ہے۔ جسے سب سے پہلے سعودی علماء کی رابطہ کونسل نے مکمل طور پر نہ صرف ردّ کر دیا تھا بلکہ اس پر پابندی کی سفارش کی تھی۔ اسی لیے اُس وقت کے سعودی وزیرِ تیل نے اس ترجمۂ قرآن کی ۲۰ ہزار کاپیاں خرید کر سمندر برد کر دی تھیں کہ وہ عام مسلمانوں میں گمراہی پھیلانے کا سبب نہ بن سکے۔ علامہ محمد اسد کے خیالات دراصل مفتی محمد عبدہ مصری کے افکار و خیالات کا سرقہ اور چربہ ہیں۔ جیسے انھوں نے خود متاثر ہونے کا تاثر دے کر دبانے کی کوشش کی ہے۔ اسد کے ترجمۂ قرآن کا نام "The Message of the Quran" ہے۔ علامہ اسد جنات کے منکر تھے۔ معجزاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تقریباً فرشتوں کے وجود کے بھی منکر تھے۔ ایسے شخص کے ترجمۂ قرآن اور اُس کی رائے کو ڈوگر صاحب اہمیت دیتے تھے تو اس پر افسوس کا اظہار ہی کیا جا سکتا ہے۔ علامہ محمد اسد کے تعارف کے لیے انگریزی زبان میں چھپنے والی کتاب "Europe's Gift to Islam" پڑھ لیں تو ''چانن'' ہو جائے گا۔